پنجاب میں تعلیم کس رُخ پر؟

طارق محمود

تعلیم کا شعبہ اجتماعی زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے۔ کوئی بھی غیرت مند ملک اپنی نئی نسل کو غیروں کے حوالے نہیں کرتا لیکن ہم نے ۶۵ سال میں بھی غیروں کے اُس نظامِ تعلیم کو اپنا نہیں بنایا جو 'ہمارے آقا' ہمیں دے گئے تھے۔ حالیہ ۱۸ ویں ترمیم میں صوبوں کو جو خودمختاری دی گئی ہے اس کے مطابق تعلیم کا شعبہ مکمل طور پر صوبائی حکومتوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ محبِّ وطن عناصر نے بہت کوشش کی کہ نصاب سازی مرکز کے سپرد رہے لیکن ان کی نہ سنی گئی اور اب خاص طور پر پاکستان کے صوبوں کے جو حالات ہیں، ان میں یہ اندیشہ ہے کہ ہر صوبے کے طالب علم اپنا اپنا نصاب پڑھیں گے۔ ان کا اپنا نصاب ہوگا، اپنے قومی ہیرو ہوں گے۔ پاکستان اور اسلام معلوم نہیں کوئی جگہ پاسکیں یا نہیں گے، اس لیے کہ ان کے خلاف لابیز کا دباؤ، معاشرے کا انتشار اور اصحابِ اقتدار موجود ہیں۔

نائن الیون کے بعد امریکا میں جو کمیشن بنایا گیا اس نے ایک بڑی ضخیم رپورٹ پیش کی کہ مسلم ممالک کے لوگوں کے دل و دماغ کو کیسے بدلا جائے اور کیسے ان پر قابو پایا جائے۔ اس حوالے سے بہت تفصیل سے لائحہ عمل پیش کیا گیا۔ اس پر بہت سے مسلم ممالک میں بخوشی عمل کیا جارہا ہے۔

پاکستان تو امریکا کے پلان میں زیادہ ہی اہمیّت رکھتا ہے۔ اس لیے یہاں یہ کام ہر سطح پر شروع ہوگیا۔ تعلیم کو اس کی اہمیّت کے لحاظ سے مقام دیا گیا ہے۔ خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان میں بھی تعلیمی صورت حال اطمینان بخش نہیں، بلکہ غیر اطمینان بخش ہے۔ لیکن پنجاب میں جو صورت حال ہے وہ نہایت خطرناک بلکہ alarming ہے جس پر پاکستان کا درد رکھنے والے اور اس کے مستقبل کے لیے فکرمند تشویش میں مبتلا ہیں کہ آخر یہ حکومت ملک کی نئی نسل کو کس منزل تک پہنچانا چاہتی ہے؟

صوبائی حکومت کو ان دنوں ایک انگریز مائیکل باربر اور ایک امریکی ماہر تعلیم ریمنڈ کی خدمات

حاصل ہیں (معلوم نہیں کتنے مشاہرے اور مراعات پر)۔ پنجاب کے نظامِ تعلیم میں جو تبدیلیاں لائی جارہی ہیں وہ انھی مشیروں کی ہدایات پر لائی جارہی ہیں جن کی ہر بات پر دینی اور قومی تقاضے پس پشت ڈال کر آمنا و صدقنا کہنا پنجاب حکومت کا شعار محسوس ہوتا ہے۔ یہ مشیر کھلے عام پریس کانفرنس میں شہباز شریف کا قصیدہ پڑھتے ہیں۔(روزنامہ جنگ، ۲۳ نومبر ۲۰۱۲ء)

۱-۲۲ جولائی کو مائیکل باربر اور ریمنڈ کے ساتھ بیٹھ کر وزیراعلیٰ پنجاب نے تعلیمی اصطلاحات کے روڈ میپ پر باہمی معاہدہ کیا۔(نیوز لیٹر ڈی ایس ڈی، ۲۲ جولائی ۲۰۱۲ء)

۲-حکومت پنجاب کے ایک فیصلے کے تحت پہلی جماعت سے ہی انگریزی کو بطور ذریعۂ تعلیم لازمی کردیا گیا، اس سے قطع نظر کہ یہ تجویز کتنی قابلِ عمل ہے۔ اس کے پیچھے جو ذہنیت کارفرما ہے، وہ مذمت کی مستحق ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ پرائمری کے بعد ہی تعلیم ترک کرنے والوں کی شرح (ڈراپ آؤٹ ریٹ) جو ۲۰۱۱ء میں ہی تشویش ناک تھی، ۲۰۱۲ء میں مزید تشویش ناک ہوگئی ہے۔ اس کا واضح سبب انگریزی کا لازمی کیا جانا ہے۔ آیندہ اضافے کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔

۳- پنجاب حکومت کے ۳۱ مئی ۲۰۱۲ء کے ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ۵۰۰ میٹر کے اندر واقع بچوں اور بچیوں کے اسکولوں کو ضم کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس پر عمل درآمد بھی شروع ہوگیا ہے۔ انھیں 'ماڈل پرائمری سکول' کا نام دیا گیا۔ نیز اب جو بھی نیا پرائمری اسکول کھولا جائے گا اس میں مخلوط تعلیم دی جائے گی، یعنی مخلوط تعلیم روزِ اوّل سے، جب کہ اس کی قباحتیں، اس کے نتائج، اس کے معاشرے پر اثرات، علاوہ خدا اور رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کے، ساری دنیا میں کھلی آنکھوں والے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کے گئے گزرے حال میں بھی جو بچی کھچی اقدار رہ گئی ہیں، پنجاب حکومت ان کے بھی درپے ہے۔

۴- اب طالبات کے تعلیمی اداروں میں مرد اساتذہ کی تقرریوں کا اور مردانہ کالجوں میں خواتین اساتذہ کے تقرر کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا ہے۔ اسے ناگزیر مجبوری کے اقدام کے بجاے معمول کی بات بنایا گیا ہے اور کالجوں میں ہی نہیں اسکولوں میں بھی اس پر عمل ہوگا۔

۵- نصاب پر بھی پوری توجہ ہے۔ ۲۰۱۲ء میں تیار ہونے والی درسی کتب میں سے قرآنی آیات اور سورتوں کو نکال دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی نبی اکرمؐ کی سیرت، حضرت خالد بن ولیدؓ کا اسوہ، جہاد پر

مضامین، نام ور مسلم شخصیات کی خدمات کا تذکرہ بھی خارج از نصاب کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف گاندھی کو مسلم دوست راہ نما بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

۵- پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اداروں میں مطالعہ پاکستان یا اسلامیات کا امتحان نہیں لیا جاتا۔ اس لیے اس فاؤنڈیشن کے تحت تعلیمی اداروں میں یا تو مذکورہ مضامین پڑھائے نہیں جاتے یا اگر پڑھائے جاتے ہیں تو بے دلی سے اور برائے نام۔ توجہ ان مضامین پر ہوتی ہے جن کا امتحان فاؤنڈیشن لیتی ہے۔

۶- تعلیمی اداروں میں اخبارات کے تعاون سے میوزیکل شو اور ناچ گانے کے دیگر پروگرامات کے انعقاد میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر ان کی متعلقہ اخبارات میں بھرپور تصویری اشاعت ہوتی ہے۔

۷- لڑکیوں کے کالجوں میں کیٹ واک بھی ہونے لگی ہے، یعنی نوجوان طالبات طرح طرح کے ڈیزائن کردہ ملبوسات پہن کر مہمانوں کے سامنے اندازِ خاص سے گزرتی ہیں۔

ضروری ہوگیا ہے کہ ان اقدامات کی جو ایک خوف ناک مستقبل کی نشان دہی کر رہے ہیں، کھل کر مزاحمت کی جائے اور ان کو روکا جائے۔ لیکن ابھی تک تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت کو کوئی مزاحمت پیش نہیں آئی ہے اور وہ اپنے امریکی و برطانوی مشیروں کے مشوروں سے یہاں کے نوجوانوں کو، یعنی پاکستان کے مستقبل کو تباہ کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا رہے گی۔

ہمارے میڈیا کو بھی ان اقدامات کے خلاف مؤثر آواز اٹھانا چاہیے (مگر ان کی اکثریت تو تہذیب و معاشرت بدلنے کے اس کام میں چار قدم آگے ہے)۔ پنجاب اسمبلی نے کالجوں میں رقص پر پابندی لگائی تو انھوں نے ایسا طوفان اُٹھایا کہ چند گھنٹوں میں ہی حکومت پنجاب نے گھٹنے ٹیک دیے اور اعلانِ برأت کر دیا، جب کہ اسمبلی میں ان کی پارٹی نے حمایت میں ووٹ دیا تھا۔

آج ضرورت یہ ہے کہ تعلیم کے شعبے کو اغیار کی ریشہ دوانیوں سے پاک کیا جائے۔ پاکستان کی منزل کا شعور رکھنے والے مخلص تعلیمی ماہرین کے مشورے سے اور ان کی نگرانی میں پورے سسٹم کو اوورہال کیا جائے۔ نہ صرف پنجاب بلکہ دوسرے تین صوبوں میں بھی یہ اقدامات کیے جائیں۔

مضمون نگار ماہنامہ شاہراہ تعلیم، لاہور کے مدیر ہیں